گزشتہ چند سالون سے ایک طبقہ منظم طریقہ پر مسلمانون کے عالمی عظیم مرکز دعوت و تبلیغ بنگلہ والی مسجد نظام الدین دھلی کے تعلق سے لوگوں میں بدگمانی پیدا کرنے کا پرپیگندہ بڑے ہی زور و شور سے کر رہا ہے۔ اس طبقے کے ذریعے کی جانے والی یہ کوشش اس کی بیمار ذہنیت کی دلیل ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اس مسجد کو ایسا قبول فرمایا ہے کہ اس کی بدولت دنیا جہاں میں لاکھوں مساجد آباد ہو گئیں، اسی پرپیگنڈہ میں ایک بات یہ پھیلائی گئ کہ مولانا سعد صاحب خود امیر بننا چاہتے ہیں اور یہ کہ وہ شوریٰ کے خلاف ہیں اور پھر اس تہمت پر اپنی بیمار ذہنیت کی تمام صلاحیتیں لگادی گئیں اور زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے، الٹے سیدھے مضامین لکھے گئے، علماء کی آراء حاصل کی گئیں اور ہجو کے نام پر تک بندی تک کی مذموم کوشش کی گئ۔

اس فتنہ و فساد کے روح رواں ہیں مولوی زہیر کے خسر اور مرکز پر قبضہ جمانے کی ناپاک خواہش دماغ میں بسانے والے مولوی شاھد سہارنپوری جو مظاہر العلوم جیسے عظیم ادارہ کا نام اپنے نام کا جزو سمجھتے ہیں اور اس کی عظمت کو پامال کرنے پر تلے ہیں۔ سیکریٹری مظاھر علوم نے اس بارے میں بہت سے خطوط عام کیے ہیں اور عوام۔ کو انتشار میں مبتلا کیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ رمضان میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی صدر وفاق المدارس پاکستان کے خطوط. علمائے ھند کے نام سوشل میدیا کی زینت بنے تھے جس میں مرکز کے تعلق سے بیچینی کا ذکر اور فکر و درد کا اظہار تھا۔ اس کے بعد مولوی شاھد نے اس خط کا جواب بھی بھیجا وہ بھی سوشل میڈیا پر جاری ہوا۔ اس پر پھر حضرت والا نے جواب لکھا جس میں اپنے کرب اور فکر کا اظہار کیا نیز انتہائی غیر جانبداری کے ساتھ حق کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا۔ مگر کیوں کہ وہ جواب سکریٹری صاحب کے مشن اور مقصد ومفادات کے بالکل خلاف ہے اس لئے اس کو چھپالیا گیا اور ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا گیا۔ اگر حضرت کا خط ذرا بھی ان کے مشن کے موافق ہوتا تو اس کو بھی سوشل میڈیا کی زینت بنا دیا جاتا۔ اسی کو بد دیانتی کی اعلیٰ مثال کہا جاتا ہے۔

آپ حضرات کے سامنے اس خط کی کاپی پیش کی جا رہی ہے جس سے مرکز کو تقسیم کرنے والے ٹولہ کی بھی نشاندہی ہو گی اور اکابر کا مرکز کے بارے میں نظریہ بھی واضح ہو جایے گا۔ آپ ان خطوط کو پڑھ کر خود اندازہ لگائیں کہ مولانا سعد کے خلاف کس طرح منظم سازشیں کی جا رہی ہیں اور بات کہاں تک پہنچادی گئ ہے الامان والحفیظ۔ اب یہ ہماری ذمے داری ہے کہ حق اور سچ کا ساتھ دے کر باطل کو یکسر مسترد کر دیں۔

خط مولوی شاہد مظاہری بنام حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی صدر وفاق المدارس پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت المکرم ومخدوم العالم مولانا سلیم اللہ خاں صاحب زید مجدہ

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی / صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، یہ احقر بھی بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔

وسط شعبان میں جب کہ یہ احقر گجرات، بنگلور بہار وغیرہ کے سفر پر تھا رنگون (برما) سے ایک اہل تعلق کا فون موصول ہوا کہ حضرت والا ایک ضروری خط مجھے بھیجنا چاہتے ہیں اس کے لیے ای میل ایڈریس کی ضرورت ہے، چنانچہ احقر نے ان کو جامعہ مظاہر علوم کا ای میل ایڈریس بھیج دیا تھا لیکن مجھے حضرت والا کا کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ اب ۱۷ر رمضان میں دبئی سے ایک کرم فرمانے حضرت مولانا محمد طلحہ اور اس احقر کے نام جناب والا کے مشترک خط کی فوٹو اسٹیٹ مجھے ارسال کی۔ یہ مکتوب گرامی ۴ر رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ / ۱۰ جون ۲۰۱۶ء کا تحریر فرمودہ ہے معلوم نہیں اتنے عرصے تک یہ کہاں ٹھہرا رہا۔ میرا اخلاقی فریضہ ہے اور ادب کا تقاضہ بھی ہے کہ اس خط کا جواب خدمت والا میں ارسال کروں۔

حضرت والا! مرکز نظام الدین دہلی کے قضیہ میں خدا معلوم کتنے لوگوں نے مجھ سے صحیح صورت حال کی وضاحت تحریری طور پر چاہی لیکن اس احقر نے متعدد وجوہات کی بنا پر سکوت کو ترجیح دی اور یہ ہی کہا کہ مرکز کے متعلق وہاں کے مقیم اہل مشورہ یا دعوتی کام کے پرانوں سے رجوع کریں، لیکن جناب والا کی عالمانہ و بزرگانہ شخصیت نیز آپ کا حضرت شیخ مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کی نسبی دینی اور علمی وراثت کا حوالہ دینے نے احقر کو جواب دینے پر مجبور کر دیا، اللہ جل شانہ مجھے بلا خوف لومۃ لائم حق بات کہنے اور لکھنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

حضرت والا! یہ تو جناب کو معلوم ہی ہے کہ اس احقر کو اللہ جل شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے مخدومنا حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کی خدمت مبارکہ میں اپنی حیات مستعار کے شب و روز گذارنے کا موقعہ عطا فرمایا اور یہ سعادت بھی عطا فرمائی کہ کم وبیش دس سال تک یہ احقر حضرتؒ کی نگرانی اور تربیت میں بلدہ طیبہ مدینہ منورہ رہا ہے اس لیے ایسے احوال و واقعات سے واقف ہوں جو دوسروں کو ہرگز معلوم نہیں ہوں گے ان میں سے چند احقر نے حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی جدید کتاب "عالم عرب میں حضرت شیخ کا مقام" میں شامل بھی کر دیئے ہیں، اب مختصراً عرض ہے کہ حضرات اہل علم اور قدیم دعاۃ و مبلغین اور کام کے ذمہ داروں کے تجزیہ اور جائزے کے مطابق مرکز کے ہنگامے اور فتنے کی اصل وجہ اس شوریٰ کو تسلیم نہ کرنا ہے جو حضرت جی ثالث حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے بڑے غور و تدبر اور اونچی سطح کے حضرات کے باہمی صلاح و مشورہ کے بعد دعوتی کام کے تحفظ اور شرور و فتن سے حفاظت کی غرض سے قائم فرمائی تھی، جناب والا کو معلوم ہے کہ دعوت و تبلیغ کی اس عظیم اور مبارک محنت کے سلسلے میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کو دربار نبویؐ سے یہ بشارت اور خوشخبری ملی تھی کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ بشارت کا یہ تفصیلی واقعہ حضرت شیخ کی آپ بیتی میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی دینی دعوت میں اور اس احقر کی کتاب سوانح مولانا محمد انعام الحسن کاندھلوی میں موجود ہے، اس کے بعد سے بڑے تواتر و تسلسل کے ساتھ نبوی منامات و مبشرات وہدایات پر یہ دعوتی کام پورے عالم میں پھیلتا چلا گیا، حضرت مولانا محمد عمر پالنپوری کو اللہ غریق رحمت فرمائے بڑی کثرت کے ساتھ ان کو سرکار دوعالم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوتی تھی اور وہ وہاں سے ملنی والی ہدایات اور مشوروں سے حضرت شیخ اور حضرت جی مولانا انعام الحسن رحمہما اللہ کو بذریعہ خطوط مطلع کرتے اور یہ دونوں حضرات اس کی پوری پوری تعمیل فرماتے تھے، حضرت شیخ یہ خطوط سن کر اس احقر کو مرحمت فرمادیا کرتے تھے، چنانچہ آج بھی یہ محفوظ ہیں۔

اسی سلسلۂ احوال وواقعات کا ایک اہم اور نمایاں واقعہ یہ ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کے زمانۂ قیام میں محسوس ہوا کہ حضرت مولانا انعام الحسن آج کل دہلی میں بے حد متفکر خاموش اور کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں، چنانچہ حضرت شیخؒ نے مولانا محمد عمر پالنپوری سے فرمایا کہ مولانا انعام الحسن صاحب سے پوچھ کر بتلائیں کہ آج کل آپ پر کس چیز کا فکر ہے؟ مولانا پالنپوری کے دریافت کرنے پر حضرت جیؒ نے جواباً فرمایا کہ: ''یہ لکھ دو کہ اپنے بعد اس دعوتی کام کا فکر ہے''۔ حضرتؒ کو جب یہ جواب معلوم ہوا تو اپنے معمول کے مطابق اس مسئلہ کو دربار نبوی سے حل کرانے کے لیے اپنی معروض پیش کی وہاں سے جواب ملا کہ اب یہ دعوتی کام امارت کی بنیاد پر نہیں چلے گا بلکہ مشورہ کی جماعت سے چلے گا چنانچہ اسی منشائے نبوی بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں فیصلۂ نبوی کی بنیاد پر حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب نے تمام دنیا کے تبلیغی مراکز میں شورائی نظام قائم فرمایا۔ جہاں جہاں شوریٰ موجود تھی اس میں افراد کا اضافہ کر کے اس کو مضبوط کیا اور جہاں شوریٰ نہیں تھی وہاں افراد متعین کر کے اس کو قائم کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے فیصل مقرر فرمائے۔

حضرت والا! اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ حضرت مولانا انعام الحسنؒ روحانیت اور معرفت وعرفان کے اونچے مقام پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ علمی ومطالعاتی حیثیت سے بھی نابغۂ روزگار تھے، قرآن وسنت اور تاریخ صحابہ وسیرت رسول پر آپ کی گہری اور وسیع نگاہ تھی اس لیے مشورہ کی جماعت مشورہ کے اصول اور شوریٰ کی اہمیت وقطعیت پر وہ تمام آیات واحادیث وآثار ان کے سامنے موجود تھے جن کے بکثرت حوالے جابجا قرآن وسنت واسوۂ رسول اور تعامل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ہمیں دیکھنے اور پڑھنے کے لیے ملتے ہیں۔ چنانچہ اس عالمی شوریٰ کی تشکیل میں بھی یہ تمام عوامل کارفرما ہے۔

اور پھر اسی نظریۂ سیرت اور منشائے نبوی کی روشنی میں ۱۹۸۳ء کے اجتماع رائے ونڈ میں حضرت قاضی عبدالقادر صاحب اور حضرت مولانا مفتی زین العابدین جیسے اکابر تبلیغ نے حضرت مولانا انعام الحسن صاحب سے طویل مشورہ کر کے ایک ایسی عالمی شوریٰ بنانے پر بھی اتفاق رائے فرمایا جو اس دعوتی کام کی پوری پوری نگرانی کرے اور اس کو اپنے بڑوں کے قائم کردہ نہج ومنہج سے ہٹنے نہ دے۔ اس سلسلہ کی جو یادداشت میرے پاس موجود ہے اس میں مخدومنا حضرت الحاج عبدالوہاب صاحب زادمجدہ کا نام نامی درج نہیں ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ایسے اہم اور تاریخی فیصلہ میں وہ ضرور تشریف فرما ہوں گے۔

اس عالمی شوریٰ کی اکثریت جب اپنے اپنے وقت پر اللہ کے حضور میں حاضر ہوگئی تو ضرورت محسوس ہوئی بلکہ حالات اور واقعات نے تمام پرانے کام کرنے والوں کو مجبور کیا کہ وفات یافتگان کی جگہ پر دوسرے حضرات کو نامزد کر دیا جائے، چنانچہ بفضلہ تعالیٰ حالیہ اجتماع رائے ونڈ میں وہ نامزد ہوگئے۔ اب جو کچھ بھی احوال ہیں اور جس قدر بھی کام میں ضعف اور انحطاط ہے اور جس قدر بھی دنیا بھر کے مراکز میں دو ذہن بنا دیئے جانے کی وجہ سے انتشار وخلفشار ہے وہ مجلس شوریٰ کو تسلیم نہ کر کے اپنی انفرادیت اور حاکمیت کو قائم کرنے کی وجہ سے ہے۔

حضرت والا کو اس کا بھرپور علم ہے کہ جہاں اور جن جن دینی اداروں اور مدارس میں مجالس شوریٰ قائم ہیں وہ ان مدارس کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور مؤثر خدمات انجام دے رہے ہیں جہاں پر شورائی نظام قائم نہیں ہے۔ اسی طرح جن اداروں میں شورائی نظام قائم ہے اور وہ شیخ الاسلام حضرت اقدس مدنی اور حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی کے الفاظ میں ہیئت حاکمہ بن کر کام کر رہی ہے ان مدارس میں ہر اعتبار سے شفافیت نظم وضبط اور قانون کی حکمرانی ان اداروں سے کہیں بڑھ کر ہے جہاں مجلس شوریٰ ہیئت حاکمہ کی حیثیت سے موجود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اکابر کے نقوش اور ان کے قائم کردہ خطوط پر اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ اگر خدمت دین کرنے کی توفیق

عطا فرمائے تو فتنوں کو سر اٹھانے کا موقع ہی نہ ملے۔

حضرت والا اعداء اسلام کی اس دعوتی محنت کو ختم کرنے یا اس کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کے سلسلے میں ایک واقعہ اور بھی عرض کرتا ہوں حضرت جی مولانا انعام الحسنؒ کا میوات کا آخری سفر تھا جس میں یہ احقر بھی ہم رکاب تھا مجھے اللہ جل شانہ نے بلا استحقاق یہ سعادت عطا فرما رکھی ہے کہ حضرت جی ثالث کے حیات کے آخری سات و آٹھ سالوں میں ان کے تمام ملکی و غیر ملکی اسفار میں ایک خادم کی حیثیت سے ساتھ رہنے کا موقع مرحمت فرمایا، چنانچہ اس سفر میوات میں بندہ نے یہ منظر دیکھا کہ حضرت جی ثالث مغرب بعد نوافل سے فارغ ہو کر انتہائی خاموش اور متفکر ہو کر قبلہ رخ بیٹھے رہے۔ عام طور سے ایسی تنہائیوں کے موقع پر یہ احقر ایک دو باتیں خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا لیکن اس وقت کے حزن و تفکر کو دیکھ کر بندہ نے پہلا سوال صحت اور طبیعت کے بارے میں کیا تو فرمایا کہ الحمد للہ ٹھیک ہے کچھ توقف کے بعد بندہ نے پھر صحت مزاج کے بارے میں دریافت کیا تو بہت ٹھنڈا سانس بھر کر یہ جواب دیا کہ بھائی اب اعداء اسلام اور معاندین تبلیغ نے یہ طے کیا ہے کہ دعوت و تبلیغ کے اونچی سطح کے افراد میں باہمی اختلافات پیدا کئے جائیں تا کہ کام کو نقصان پہنچے، مجھے اس وقت اسی کا فکر سوار ہے۔

اب جو دلدوز اور دلسوز احوال مشاہدہ میں آرہے ہیں ان کو دیکھ کر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے تفکرات کی گہرائی کا احساس ہو رہا ہے، لیکن حضرت والا! مجھ جیسے بے حیثیت اور دعوت و تبلیغ میں جان و مال اور زندگی بھر کی قربانیوں کے ساتھ چلنے والے لاکھوں باحیثیت لوگوں کے دل و دماغ اندر سے مطمئن ہیں کہ فتح مندی اور کامیابی صرف منشائے نبوت بلکہ فیصلۂ نبوت کے تحت قائم ہونے والی شوریٰ ہی کو ملے گی، اور جو اس منشا و فیصلہ کو توڑیں گے ناکام ہوں گے، اس لیے کہ دنیا بھر میں جس قدر بھی روشنی اور اجالا ہے وہ صرف اسم محمد ﷺ سے ہے، ان کے غیر سے نہیں ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذہنی و فکری کج روی سے محفوظ رکھے، کیونکہ اللہ جل شانہ اور سیدنا محمد ﷺ کے نام اور کام پر مر مٹنے والوں کے قائم کردہ نہج اور منہج سے ہٹنے میں وہ تمام فتنے اور وہ تمام ذلتیں و رسوائیاں موجود ہیں جن کا آپ اور ہم اور ساری دنیا مشاہدہ کر رہی ہے، اس لیے کہ "فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم" ایک حقیقت ہے۔

اعوذ بالله من غضبه وغضب رسوله وغضب اوليائه

دعوات صالحہ کا محتاج

محمد شاہد غفرلہ

سید محمد شاہد غفرلہ سہارنپوری

نواسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ

۲؍شوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۸؍جولائی ۲۰۱۶ء

گرامی نامہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی صدر وفاق المدارس پاکستان بنام مولوی شاہد مظاہری

JAMIA FAROOQIA KARACHI

P.O. Box No. 11020, Shah Faisal Town, Block 4

Karachi, Pakistan

جامعہ فاروقیہ کراچی

پوسٹ بکس نمبر 11020، شاہ فیصل ٹاؤن، بلاک نمبر 4

کراچی، پاکستان

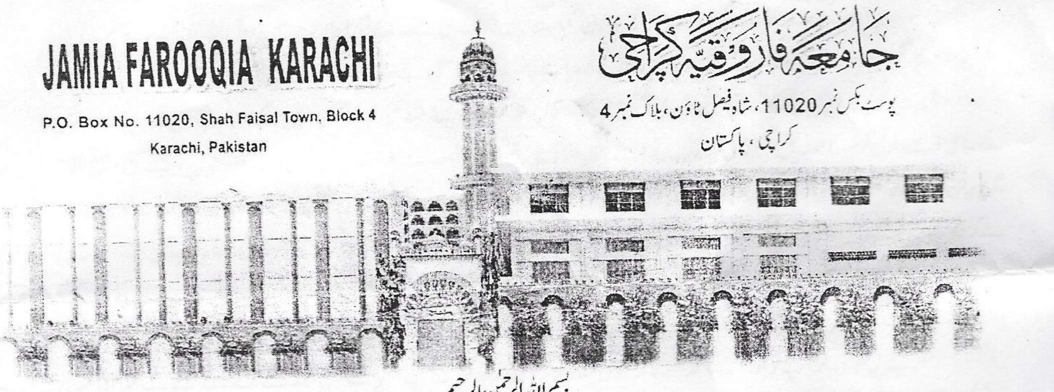

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز گرامی قدر جناب **مولانا سید شاہد سہارن پوری حفظہ اللہ**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ان دنوں ہندوستان میں تبلیغی مرکز بستی حضرت نظام الدینؒ میں آپسی اختلافات کی جو لہر چلی ہوئی ہے، اس کے نتیجے میں دعوت وتبلیغ کے مبارک کام کو، خدانخواستہ، جو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس سے احقر کافی متاثر اور مضطرب ہے۔ اسی تشویش اور پریشانی میں احقر نے مرکز بستی حضرت نظام الدینؒ کے ذمے داروں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف مشاہیر اور علمائے کرام کو کئی خطوط ارسال کیے کہ خدارا دعوت وتبلیغ کے اس مبارک کام کو اپنا کام سمجھتے ہوئے اس کی اصلاح اور درستی کی طرف متوجہ ہوں۔ پاکستان سے ہندوستان ڈاک کی ترسیل غیر یقینی سی بات ہے۔ احقر نے مولانا نجم الحسن تھانوی [متولی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون] کے صاحبزادے مولوی حذیفہ نجم تھانوی کو یہ تمام خطوط [اس وعدے پر کہ وہ یہ تمام خطوط فوراً ان کی منزل مقصود تک پہنچا دیں گے] بذریعہ ای-میل ارسال کروائے تھے۔ امید تھی کہ حسب وعدہ وہ پوری ذمے داری سے تمام خطوط متعلقہ افراد اور مراکز تک بروقت پہنچا دیں، لیکن انھوں نے اس سلسلے میں جس غیر ذمے داری اور تساہل کا ثبوت دیا، وہ شرعی واخلاقی نقطہ نظر سے بالعموم اور حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہ جیسے معاملات کے صاف اور محتاط بزرگ کے دامن سے وابستہ افراد کے لیے بالخصوص بہت ہی قابل افسوس اور لائق نفرین ہے۔

بہر حال ان بھیجے گئے خطوط میں سے ایک مشترکہ خط مولانا سید محمد طلحہ کاندھلوی اور آنجناب کے نام بھی تھا۔ آنجناب کے جوابی مکتوب سے معلوم ہوا کہ احقر کا یہ خط کئی ہفتوں بعد آپ تک (مولوی حذیفہ نجم تھانوی کے بجائے) کسی اور ذریعے سے پہنچا۔ آنجناب نے اپنا جو جوابی مکتوب ارسال فرمایا ہے، اس کو پڑھ کر تو احقر کے اضطراب اور پریشانی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

نظام الدینؒ مرکز میں موجود افراد کے مابین اصل نزاع ''شورائیت'' اور ''امارت'' کا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے اکثر تبلیغی حضرات شورائیت کے حامی ہیں، جب کہ مولانا محمد سعد کاندھلوی حفظہ اللہ کو ''امارت'' پر اصرار ہے۔ احقر نے آنجناب کا خط بغور پڑھا، اس میں بھی ''شورائیت'' ہی پر اصرار ہے، لیکن اس اصرار کی ساری بنیاد ''مکاشفات'' اور ''منامات'' پر کھڑی کی گئی ہے۔ احقر نے جب سے یہ تحریر پڑھی ہے، اس وقت سے یہ سوچ بار بار پریشان کر رہی ہے کہ حضرات اہل سنت دیوبند سے وابستہ بلکہ ان سے براہ راست فیض یافتگان کس طرف جا رہے ہیں؟! ہمارے مسلک کا تو اختصاص ہی یہ ہے کہ بابِ وحی بند ہو جانے کے بعد اب فیصلے اخلاص کے ساتھ کتاب وسنت، اسباب وقرائن اور دلائل واجتہاد ہی کی بنیاد پر کیے جائیں گے، مکاشفات ومنامات ''حجتِ مطمئنہ'' ہیں جو فقط بشارت یا انذار کا کام دے سکتے ہیں۔ اگر، معاذ اللہ، دعوت وتبلیغ کے نظم کو اس طرز اور انداز کا خوگر بنا دیا گیا تو یہ مبارک کام کس نہج پر چل پڑے گا؟! پھر کیا کسی غلطی پر گرفت اور صحیح کام کے رُخ کا تعین ہو سکے گا؟! جوں ہی کسی غلطی پر کوئی گرفت ہوگی یا اسباب وقرائن کی بنیاد پر کوئی فیصلہ ہوگا تو اس کے خلاف فوراً کوئی مکاشفہ پیش کر دیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلافات ہوئے اور نوبت باہم جنگوں تک بھی پہنچی، وہاں تو کسی نے اپنا مکاشفہ نہیں سنایا، نہ کوئی فیصلے خوابوں کی بنیاد پر ہوئے۔ نیز! آپ جانتے ہی ہیں کہ اب سے کچھ عرصہ قبل پاکستان کے تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں مکاشفات کی بنیاد پر کام کس خطرناک رُخ پر چل پڑا تھا۔

Tel: +9221- 4571132, 4573865, 4599168, Fax: +9221- 4571525 e-mail: info@farooqia.com URL: www.farooqia.com

فیز II، شارع مفتی محمود (سابقہ حب ریور روڈ)، کراچی

Phase II, Mufti Mahmood Road, (Formerly) Hub River Road, Karachi. Pakistan Tel: 7094208

کتاب وسنت کے محدود مطالعے کی حد تک احقر کا میلان ''امارت'' کی طرف ہی ہے۔ بے شمار احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور امیر کی اطاعت سے روگردانی سے منع فرمایا ہے۔ آپ جیسے فاضل کے سامنے ان احادیث کا نقل کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ شوریٰ بہت ضروری ہے، لیکن وہ امیر کے لیے ہوتی ہے، شوریٰ جتنی مضبوط اور اس کے ارباب جتنے متدین اور فاضل ہوں گے، وہ امیر کو اسی قدر سیدھا رکھ سکیں گے۔ اسی ذمے داری کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ خلافت میں: فإن أحسنت فاعينوني وإن زغت فقوموني، جیسے فصیح وبلیغ الفاظ میں بیان فرمایا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ لہٰذا بعض تبلیغی دوستوں کا یہ کہنا کہ ''امارت کا مطلب یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کے عالمی کام کو فقط ایک فرد یعنی: امیر کے ذہن ومزاج کے تابع کردیا جائے''، درست معلوم نہیں ہوتا، شوریٰ اور ارباب حل وعقد اسی لیے تو ہوتے ہیں کہ اچھے کاموں میں امیر کی حوصلہ افزائی کریں اور غلط کاموں میں اسے سیدھا کردیں اور اگر خدانخواستہ صورت حال بالکل ناقابل اصلاح ہو جائے تو اسے امارت سے معزول کردیں۔ بہرحال احقر کی نظر میں بغیر امیر کے شوریٰ کا قیام ایک مہمل سی بات معلوم ہوتی ہے۔

احقر نے یہ سوچ کر آپ کو اور مولانا محمد طلحہ کاندھلوی حفظہ اللہ کو خط بھیجا تھا کہ آپ حضرات اس تنازعے کے تصفیے کے لیے عملاً اور فعال کوششیں فرمائیں گے، لیکن آپ کا مکتوب تو سراسر جانب داری (محض شورائیت کی حمایت) کا مظہر ہے، جب کہ مولانا محمد طلحہ صاحب کا جو تبلیغی احباب کے نام ناصحانہ مکتوب انٹرنیٹ کے ذریعے مشتہر ہوا اور احقر تک بھی پہنچا وہ پست ہمتی اور شکست خوردگی کی ایک بیّن مثال ہے، یہ وقت دعاؤں کے ساتھ عملی طور پر میدان عمل میں اقدام کرنے کا ہے، ورنہ بہت واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ ہمارا واحد کام جو اب تک نصف صدی سے زائد عرصے سے غیر متنازعہ چلا آرہا ہے، اس اضطراب اور انتشار کے نتیجے میں اپنی روحانیت، فعالیت اور مرکزیت کو کھودے گا اور خاکم بدہن ایسا ہوا تو یہ ہماری سب سے بڑی ناکامی ہوگی۔ یہ طرزِ عمل ہمارے اسلاف کی محنتوں پر پانی پھیر دینے کے مترادف ہوکر ہمیں عند اللہ مجرم بنادے گا اور فردائے قیامت اپنے بزرگوں کے سامنے جو شرمندگی ہوگی وہ اس پر مستزاد ہے۔

احقر اللہ رب العزت سے دست بہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی ایسی سمجھ، اس کی حفاظت کا ایسا جذبہ اور استحضارِ آخرت عطا کرے جس سے ہمیں آخرت میں شرمندہ نہ ہونا پڑے، آمین۔ جب تک ہم اس کام کو اپنا کام سمجھ کر نہیں کریں گے اور یہ کہہ کر بات کو ٹال دینے کی روش نہیں بدلیں گے کہ ''یہ تبلیغی حضرات کا داخلی مسئلہ ہے، ہمیں اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے، اگر وہ بطورِ مشورہ کچھ پوچھیں گے تو مشورہ دے دیا جائے گا''۔ اس وقت تک صورت حال میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ دعوت وتبلیغ ہمارا اپنا کام ہے، ہمارے بزرگوں کی محنت کا ثمر ہے، اور اب تک بحمد اللہ اس میں خیر غالب ہے، اللہ تعالیٰ اس کام کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اس کی قدر دانی کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین۔

احقر ایک بار پھر آنجناب سے درخواست گذار ہے کہ اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی فرمائیں، دعوت وتبلیغ کے مبارک کام کو اپنے تجربات اور اجتہادات کا مورد نہ بنائیں بلکہ غیر جانب دار ہوکر اور صرف تبلیغی کام کی عالم میں تاثیر، مرکزیت اور روحانیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دینی رسوخ اور معاشرتی اثر کو بروئے کار لاکر موجودہ بگاڑ کی اصلاح کے لیے ازحد کوشش فرمائیں۔

والسلام

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

خادم جامعہ فاروقیہ، کراچی

صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

وصدر اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ، پاکستان

۲۱/محرم الحرام/۱۴۳۸ھ۔۲۳/اکتوبر/۲۰۱۶ء